

(۱۱)

(۱۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھائی اپنے لئے نہ حاصل کر سکے، اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پا کر اسے کھودے۔

أَعَجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْكُتْسَابِ
الْأُخْوَانِ، وَ أَعَجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ
بِهِ مِنْهُمْ.

خوش اخلاقی و خندہ پیشانی سے دوسروں کو اپنی طرف جذب کرنا اور شریں کلامی سے غیروں کو اپنانا کوئی دشوار چیز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کیلئے نہ جسمانی مشقت کی ضرورت اور نہ دماغی کد و کاوش کی حاجت ہوتی ہے، اور دوست بنانے کے بعد دوستی اور تعلقات کی خوشگواہی کو باقی رکھنا تو اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ دوستی پیدا کرنے کیلئے پھر بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے، مگر اسے باقی رکھنے کیلئے تو کوئی مہم سر کرنا نہیں پڑتی۔ لہذا جو شخص ایسی چیز کی بھی نگہداشت نہ کر سکے کہ جسے صرف پیشانی کی سلوٹیں دور کر کے باقی رکھا جاسکتا ہے اس سے زیادہ عاجز و درماندہ کون ہو سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کو ہر ایک سے خوش خلقی و خندہ روئی سے پیش آنا چاہیے، تاکہ لوگ اس سے وابستگی چاہیں اور اس کی دوستی کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

☆☆☆☆☆

(۱۲)

(۱۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انہیں اپنے تک پہنچنے سے پہلے بھگانے دو۔

إِذَا وَصَلَتْ إِلَيْكُمْ أَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا
تُنْفِرُوا أَقْصَاهَا بِقَلَّةِ الشُّكْرِ.

(۱۳)

(۱۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جسے قریبی چھوڑ دیں اسے بیگانے مل جائیں گے۔

مَنْ ضَيَّعَهُ الْأَقْرَبُ أُتْبِحَ لَهُ الْأَبْعَدُ.

(۱۴)

(۱۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ہر فتنہ میں پڑ جانے والا قابلِ عتاب نہیں ہوتا۔

مَا كُلُّ مَفْتُونٍ يُعَاتَبُ.

جب سعد ابن ابی وقاص، محمد ابن مسلمہ اور عبد اللہ ابن عمر نے اصحابِ حمل کے مقابلہ میں آپ کا ساتھ دینے سے انکار کیا تو اس موقع پر یہ جملہ فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مجھ سے ایسے منحرف ہو چکے ہیں کہ ان پر نہ میری بات کا کچھ اثر ہوتا ہے اور نہ ان پر میری عتاب و سرزنش کا رگر ثابت ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(۱۵)

سب معاملے تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں، یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں موت ہو جاتی ہے۔

(۱۶)

پیغمبر ﷺ کی حدیث کے متعلق کہ: «بڑھاپے کو (خضاب کے ذریعہ) بدل دو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو»۔ آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:

پیغمبر ﷺ نے یہ اس موقع کیلئے فرمایا تھا جبکہ دین (والے) کم تھے اور اب جبکہ اس کا دامن پھیل چکا ہے اور سینہ ٹیک کر جم چکا ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے۔

(۱۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَذِلُّ الْأُمُورُ لِلْمَقَادِيرِ، حَتَّىٰ يَكُونَ الْحَتْفُ فِي التَّدْبِيرِ.

(۱۶) وَهَئِذَا عَلَيَّ السَّلَامُ

عَنْ قَوْلِ الرَّسُولِ ﷺ: «غَيِّبُوا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ». فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

إِنَّمَا قَالَ ﷺ ذُلُّكَ وَالِدَيْنُ قُلٌّ، فَأَمَّا الْأَنْ وَاقْدِ اتَّسَعِ نِطَاقُهُ وَضَرَبَ بِجَرَانِهِ، فَأَمْرٌ وَمَا اخْتَارَ.

مقصد یہ ہے کہ چونکہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اس لئے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کی جماعتی حیثیت کو برقرار رکھنے کیلئے انہیں یہودیوں سے ممتاز رکھا جائے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے خضاب کا حکم دیا کہ جو یہودیوں کے ہاں مرسوم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ مقصد بھی تھا کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں ضعیف و نرسیدہ دکھائی نہ دیں۔

☆☆☆☆☆

(۱۷)

ان لوگوں کے بارے میں کہ جو آپ کے ہمراہ ہو کر لڑنے سے کنارہ کش رہے فرمایا:

ان لوگوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی بھی نصرت نہیں کی۔

(۱۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي الَّذِينَ اعْتَرَلُوا الْقِتَالَ مَعَهُ:

حَدَلُوا الْحَقَّ، وَلَمْ يَنْصُرُوا الْبَاطِلَ.

یہ ارشاد ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنے کو غیر جانبدار ظاہر کرتے تھے۔ جیسے عبداللہ ابن عمر، سعد ابن ابی وقاص، ابو موسیٰ اشعری، احنف ابن قیس اور انس ابن مالک وغیرہ۔ بیشک ان لوگوں نے کھل کر باطل کی حمایت نہیں کی، مگر حق کی نصرت سے ہاتھ اٹھا لینا بھی ایک طرح سے باطل کو تقویت پہنچانا ہے۔ اس لئے ان کا شمار منافقین حق کے گروہ ہی میں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

(۱۸)

جو شخص امید کی راہ میں بگ ٹٹ دوڑتا ہے وہ موت سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

(۱۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ جَرَى فِي عِنَانِ أَمَلِهِ عَثَرَ بِأَجَلِهِ.

(۱۹)

بامروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو۔ (کیونکہ) ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گرتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسے اوپر اٹھالیتا ہے۔

(۱۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَقْبِلُوا ذَوِي الْمُرُوءَاتِ عَثْرَاتِهِمْ، فَمَا يَعَثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ إِلَّا وَ يَدُ اللَّهِ بِيَدِهِ يَرْفَعُهُ.

(۲۰)

خوف کا نتیجہ ناکامی اور شرم کا نتیجہ محرومی ہے، اور فرصت کی گھڑیاں تیز رو) ابر کی طرح گزر جاتی ہیں۔ لہذا بھلائی کے طے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو۔

(۲۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَرِنَتْ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَاءُ بِالْحِزْمَانِ، وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِرُوا فَرَصَ الْخَيْرِ.

عوام میں ایک چیز خواہ کتنی ہی معیوب خیال کی جائے اور تحقیر آمیز نظروں سے دیکھی جائے اگر اس میں کوئی واقعی عیب نہیں ہے تو اس سے شرمنا سراسر نادانی ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے اکثر ان چیزوں سے محروم ہونا پڑتا ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور کامیابیوں کا باعث ہوتی ہیں۔ جیسے کوئی شخص اس خیال سے کہ لوگ اسے جاہل تصور کریں گے کسی اہم اور ضروری بات کے دریافت کرنے میں عاجز ہو کر رہے تو یہ بے موقع و بے محل خودداری اس کیلئے علم و دانش سے محرومی کا سبب بن جائے گی۔ اس لئے کوئی ہوشمند انسان سمجھنے اور دریافت کرنے میں عاجز نہیں محسوس کرے گا۔ چنانچہ ایک سن رسیدہ شخص سے کہ جو بڑھاپے کے باوجود تحصیل علم کرتا تھا کہا گیا کہ: «مَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَتَعَلَّمَ عَلَى الْكِبَرِ»: ”تمہیں بڑھاپے میں پڑھتے ہوئے شرم نہیں آتی؟“ اس نے جواب میں کہا کہ: «أَنَا لَا أَسْتَحْيِي مِنَ الْجَهْلِ عَلَى الْكِبَرِ فَكَيْفَ أَسْتَحْيِي مِنَ السُّعْلَةِ عَلَى الْكِبَرِ»: ”جب مجھے بڑھاپے میں جہالت سے شرم نہیں آتی تو اس بڑھاپے میں پڑھنے سے شرم کیسے آسکتی ہے۔“

البتہ جن چیزوں میں واقعی برائی اور مضدہ ہوان کے ارتکاب سے شرم محسوس کرنا انسانیت اور شرافت کا جوہر ہے۔ جیسے وہ اعمال ناشائستہ کہ جو شرع و عقل اور مذہب و اخلاق کی رو سے مذموم ہیں۔ بہر حال ”حیا“ کی پہلی قسم قبیح اور دوسری قسم حسن ہے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

الْحَيَاءُ حَيَاءٌ اِنْ: حَيَاءٌ عَقْلٍ وَ حَيَاءٌ حُصْنٍ، فَحَيَاءُ الْعَقْلِ هُوَ الْعِلْمُ، وَ حَيَاءُ الْحُصْنِ هُوَ الْجَهْلُ.

حیا کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو بے عقابانہ عقل ہوتی ہے، یہ حیا علم و دانائی ہے۔ اور ایک وہ جو حماقت کے نتیجہ میں ہوتی

ہے، یہ سراسر جہل و نادانی ہے۔ (الکافی، ج ۲، ص ۱۰۶)